اردو شرح

انوار الباری

صحیح البخاری

مجموعۂ افادات

امام العصر علامہ سید محمد انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ

و دیگر اکابر محدثین رحمہم اللہ تعالیٰ

مؤلفۂ تلمیذ علامہ کشمیری

حضرت مولانا سید احمد رضا صاحب بجنوری رحمہ اللہ

ادارہ تالیفات اشرفیہ چوک فوارہ ملتان پاکستان
(061-4540513-4519240)

مُقدّمہ

اُردو شرح

انوار الباری

صحیح البخاری

مقدمہ جلد اول - مقدمہ جلد ثانی

مجموعۂ افادات

امام العصر علامہ سید محمد انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ

و دیگر اکابر محدثین رحمہم اللہ تعالیٰ

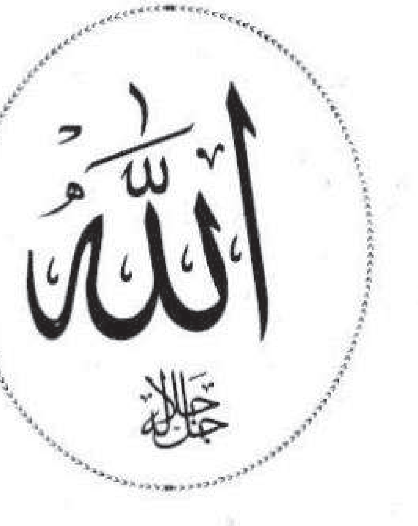
مؤلفہ تلمیذ علامہ کشمیریؒ

حضرۃ مولانا سید احمد رضا صاحب بجنوری رحمہ اللہ

ادارہ تالیفاتِ اشرفیہ

چوک فوارہ ملتان پاکستان

☎061-540513-519240



نام کتاب....انوار الباری مقدمہ جلد اول-دوم (کمپیوٹر ایڈیشن)

تاریخ اشاعت.......شعبان ۱۴۲۵ھ

ناشر.......ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان

طباعت.......سلامت اقبال پریس ملتان

ملنے کے پتے

ادارہ تالیفات اشرفیہ چوک فوارہ ملتان.......ادارہ اسلامیات انارکلی' لاہور

مکتبہ سید احمد شہید اردو بازار' لاہور.......مکتبہ قاسمیہ اردو بازار لاہور

مکتبہ رشیدیہ' سرکی روڈ' کوئٹہ.......کتب خانہ رشیدیہ راجہ بازار راولپنڈی

یونیورسٹی بک ایجنسی خیبر بازار پشاور.......دارالاشاعت اردو بازار کراچی

بک لینڈ اردو بازار لاہور

ISLAMIC EDUCATIONAL TRUST U.K (ISLAMIC BOOKS CENTRE)
119-121-HALLIWELL ROADBOLTONBLI3NE. (U.K.)

ضروری وضاحت:

ایک مسلمان جان بوجھ کر قرآن مجید' احادیث رسول ﷺ اور دیگر دینی کتابوں میں غلطی کرنے کا تصور بھی نہیں کرسکتا بھول کر ہونے والی غلطیوں کی تصحیح و اصلاح کیلئے بھی ہمارے ادارہ میں مستقل علماء پر مشتمل شعبہ تصحیح قائم ہے اور کسی بھی کتاب کی طباعت کے دوران اغلاط کی تصحیح پر سب سے زیادہ توجہ اور عرق ریزی کی جاتی ہے۔ تاہم چونکہ یہ سب کام انسان کے ہاتھوں ہوتا ہے اس لئے پھر بھی کسی غلطی کے رہ جانے کا امکان ہے۔

لہٰذا قارئین کرام سے گذارش ہے کہ اگر ایسی کوئی غلطی نظر آئے تو ادارہ کو مطلع فرمادیں تا کہ آئندہ ایڈیشن میں اس کی اصلاح ہو سکے۔ نیکی کے اس کام میں آپ کا تعاون صدقہ جاریہ ہوگا۔

(ادارہ)

الفاظ کی اور یہ بھی اعتراف کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو دین و دنیا کی ظاہری و باطنی نعمتوں سے نوازا ہے اور اپنی معرفت کا نور بخشا ہے، مسلمانوں کے دلوں میں آپ کی محبت ڈال دی ہے پھر مسائل خلاف پر روشنی ڈالی ہے اور اپنے نظریات کی تائید میں دلائل لکھے ہیں، اگر چہ یہ بھی نقل ہوا ہے کہ آپ نے باوجود اس طویل خط کے بھی علامہ کی طرف سے اپنی رائے نہیں بدلی بلکہ آپ کا رویہ پہلے سے کچھ زیادہ ہی سخت ہو گیا۔ واللہ اعلم۔ (جواہر مضیئہ وامام ابن تیمیہ طبع مدارس، ص ۳۲۵)

۱۹۶- حافظ ابوالعباس تقی الدین احمد بن شہاب الدین عبدالحلیم بن مجدالدین بن تیمیہ حرانی حنبلیؒ ولادت ۶۶۱ھ، متوفی ۷۲۸ھ

مشہور و معروف جلیل القدر عالم متبحر، جامع معقول و منقول حافظ حدیث، امام وقت تھے، وسعت معلومات، کثرت مطالعہ اور حفظ و ذکاء مفرط میں بے مثل تھے، نہایت جری، حق گو اور مجاہد فی سبیل اللہ تھے، آپ کے جد امجد مجدالدین ابن تیمیہ م ۶۵۲ھ کی حدیث میں تالیف المنتقی من احادیث الاحکام بہت زیادہ مشہور ہے، جس کی شرح علامہ شوکانی م ۱۲۵۰ھ نے نیلا الاوطار لکھی جو آٹھ جلدوں میں ہے مصر سے چھپی ہے اور اس کا مختصر بھی ۲ جلد میں شائع ہو چکا ہے علامہ ابن تیمیہ کے شیوخ حدیث، اکابر آئمہ محدثین تھے، جن میں سے ۴۴ مشائخ کا ذکر کتاب امام ابن تیمیہ مطبوعہ مدارس میں کیا گیا ہے، آپ کے اساتذہ حدیث میں محدثین احناف بھی تھے، مثلاً (۱) شیخ ابوبکر بن عمر بن یونس مزی حنفی (م ۵۹۳) (۲) قاضی القضاۃ شمس الدین ابو محمد عبداللہ بن الشیخ شرف الدین اوزاعی حنفی (م ۵۹۵) (۳) شیخ برہان الدین ابواسحق ابراہیم بن الشیخ صفی الدین قرشی حنفی (م ۵۹۹ھ) (۴) اور شیخ زین الدین ابواسحق ابراہیم بن احمد معروف بابن السدید انصاری حنفی (م ۷۷ھ) قابل ذکر ہیں۔

آپ کی تصانیف نہایت گرانقدر نافع و مفید ہیں، بعض مسائل میں آپ نے تفرد کے ساتھ تشدد کیا جس کی وجہ سے آپ کی سخت مخالفت ہوئی، مناظرے ہوئے، ہنگامے ہوئے اور آپ کو کئی بار قید و بند کے مصائب برداشت کرنے پڑے جن کی تفصیلات کتب تاریخ میں عموماً ہر بڑے مورخ نے اپنے نقطۂ نظر کی آمیزش کے ساتھ لکھی ہیں۔

آپ باوجود آئمہ اربعہ اور دوسرے اکابر متقدمین کے ساتھ پوری عقیدت رکھنے کے بھی عدم تقلید کے میلانات رکھتے تھے، جن سے غیر مقلدین زمانہ نے فائدہ اٹھایا، جس طرح حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ کی بھی ابتدائی دور کی بعض تحریرات سے ان لوگوں نے استناد کیا ہے علامہ ابن تیمیہ اور آپ کے متبعین کے بعض اہم تفردات حسب ذیل ہیں۔

۱: جہت باری کا مسئلہ:

سب سے پہلے اختلاف کا جو ہنگامہ ہوا وہ ۶۹۰ھ میں علامہ ابن تیمیہ کی جامع دمشق کی تقریر پر ہوا جس میں آپ نے صفات باری کے مسئلہ پر روشنی ڈالی اور شاعرہ کے نظریات و عقائد پر سخت تنقید کی، اس سے علماء شافعیہ سخت برافروختہ ہو گئے، مصر و شام میں شوافع کی تعداد بہت زیادہ تھی، حکومت کے بھی بڑے بڑے عہدوں پر فائز تھے، چاروں مذاہب میں سے شافعی قاضی القضاۃ کا پہلا درجہ تھا وہ سب امام ابوالحسن اشعری کے پیرو تھے۔

اشعری و حنبلی ایک زمانہ سے باہم دست و گریبان رہتے تھے، امام غزالی کے بعد امام رازی نے اشاعرہ کے مذہب کو بہت مضبوط بنا دیا تھا اسی لئے حکومت نے بھی اشاعرہ کے ہی مذہب کو صحیح مان لیا تھا اور حنابلہ کو اپنے عقائد پیش کرنے کی اجازت نہ تھی، اشاعرہ و حنابلہ میں بڑا اختلاف جہت باری کے مسئلہ پر تھا، حنابلہ اس کے قائل تھے کہ خدا عرش پر ہے اور قرآن و حدیث سے اس کو ثابت کرتے تھے، اس کے بارے میں بھی نیز دوسری صفات کے معاملہ میں بھی تاویل کو جائز نہیں سمجھتے تھے، اشاعرہ یہ کہتے تھے کہ اس طرح ماننے سے خدا کی تجسیم لازم آتی ہے اور

خدا کو جسم ماننے سے وہ حادث ہو جاتا ہے، وہ کہتے تھے کہ خدا ہر جگہ موجود ہے، اس کے لئے کوئی ایک جگہ متعین کرنا غلط ہے، اس کے لئے نہ فوق ہے نہ تحت نہ کوئی خاص جہت اور اسی جہت کے مسئلہ کی وجہ سے وہ اشاعرہ حنابلہ کو "حشویہ" کہتے تھے۔ (امام ابن تیمیہ مطبوعہ مدارس ص ۷۷)

غرض یہی...... جہت باری اور صفات کا مسئلہ سب سے پہلے اختلاف کا سبب بنا اور ان مسائل کو طے کرنے کے لئے متعدد مجالس مناظرہ منعقد ہوئیں جن میں حسب بیان افضل العلماء محمد یوسف صاحب کوکن عمری ایم اے مصنف کتاب مذکور، بعض تو بے نتیجہ ختم ہوئیں اور بعض میں علامہ ابن تیمیہ ہی کی جیت ہوئی، مگر ہمیں یہ عرض کرنا ہے کہ ان بہت سی نجی مجالس کے مناظروں کے بعد حسب بیان محترم افضل العلماء صاحب کھلی عدالت میں علامہ کے خلاف مقدمہ قائم ہوا جس میں حکومت کی طرف سے شیخ شمس الدین محمد بن احمد بن عدلان شافعی (م ۷۴۹ھ) نے علامہ کے خلاف عدالت میں دعویٰ دائر کیا کہ وہ اس بات کے قائل ہیں کہ خدا عرش پر ہے اور انگلیوں سے اس کی طرف اشارہ کیا جا سکتا ہے اور خدا آواز و حروف کے ساتھ بولتا ہے اور اس کے بعد کہا کہ کیا ایسا شخص سخت ترین سزا کا مستحق نہیں ہے؟ تو اس پر کرسی عدالت پر متمکن قاضی القضاۃ شیخ زین الدین علی بن مخلوف نویری مالکی (م ۷۱۸ھ) نے علامہ سے مخاطب ہو کر کہا کہ اے فقیہ! اس بارے میں تم کیا کہتے ہو؟

علامہ نے اس پر پہلے طویل خطبہ اپنی حسب عادت دینا شروع کیا جس پر عدالت نے کہا کہ آپ خطبہ دینے کے لئے نہیں بلائے گئے ہیں اس وقت آپ الزامات کا جواب دیں تو اس پر علامہ کو غصہ آ گیا اور آپ نے صرف اتنی بات پر قاضی مالکی کو یہ الزام دے کر کہ وہ اس مقدمہ میں میرے حریف و مقابل بنے ہوئے اپنا بیان اور جواب عدالت میں دینے سے قطعی انکار کر دیا اور عدالت نے (مجبور ہو کر) آپ کو محبوس کرنے کا فیصلہ دیا، اس واقعہ سے یہ بات صاف معلوم ہوتی ہے کہ مختلف مجالس مناظرات اور ان کی بحثوں سے علامہ بھی تنگ ہو چکے تھے اور اپنے بہت سے دلائل کی قوت و ضعف سے بھی آگاہ ہو چکے تھے، ورنہ ہر جگہ جیتنے والے اور قوی دلائل والے کے لئے تو اس سے بہتر موقع نہیں تھا کہ وہ اپنے دلائل حکومت کے کاغذات میں ریکارڈ کرا دیتا، اگر کسی عدالت سے بھی ایک فیصلہ علامہ کی موافقت میں ہو جاتا تو اختلاف کی بڑی خلیج پٹ جاتی اور علامہ کی مخالفت بہت کم ہو جاتی۔

ان چیزوں سے نیز علامہ اور مقابل کے دلائل کی کتابوں میں پڑھنے کے بعد ہم یہ فیصلہ کرنے پر مجبور ہیں کہ ان چند اختلافی مسائل میں علامہ اور ان کے پیروؤں کی طرف سے بے جا تشدد ہو گیا ہے اور ایسے ہی مسائل میں ہمارے اکابر حضرت شاہ صاحبؒ (علامہ کشمیریؒ) وغیرہ کی یہ رائے ہے کہ علامہ نے اپنی کہی اور دوسروں کی جس طرح ان کی علمی شان رفیع کے لئے مناسب تھا نہیں سنی ورنہ ضرور ان مسائل میں بھی اعتدال کی راہ نکل آتی اور اتنے ہنگاموں اور اختلافات تک نوبت نہ پہنچتی، دوسری صدی کے بعد کی اس قسم کی تمام شورشوں پر نظر کرتے ہوئے امام اعظمؒ کے اس فیصلہ کی کتنی قدر ہوتی ہے جس سے آپ نے اپنے تمام اصحاب و تلامذہ کو نہایت سختی سے کلامی مسائل میں دراندازی اور غلو سے روک دیا تھا، صرف یہی ایک طریقہ تھا، جس سے اس امت مرحومہ کے علماء و عوام کا اتحاد و اتفاق اور چین و امن کے ساتھ زندگی بسر کر سکتے اور دوسرے اہم ترین مسائل زندگی میں سربراہی کر سکتے تھے، لیکن افسوس ہے کہ ایسی بزرگ و برتر شخصیت پر جو امت مرحومہ کے لئے سرتاپا رحمت و شفقت مجسم تھی "یری السیف علی الامۃ" کا الزام لگایا گیا، یہاں یہ چند سطریں علامہ ابن تیمیہ کے بارے میں بغیر سابق ارادہ کے لکھی گئیں، کیونکہ ان طولانی بحثوں کا اس مقدمہ میں کوئی موقع و محل نہیں ہے البتہ انوار الباری میں ان سب مسائل پر اپنے اپنے موقع پر سیر حاصل بحثیں ہوں گی، ان شاء اللہ تعالیٰ وہو المستعان۔

۲: شیخ اکبر اور دوسرے قائلین وحدۃ الوجود سے سخت انحراف و اختلاف۔

۳: مسئلہ طلقات ثلاث کو بمنزلہ طلاق واحد قرار دیتے ہیں اور حرمت نکاح تحلیل میں بھی بہت تشدد کیا۔

۴: بعد وفات کسی کی ذات سے توسل کر کے دعا مانگنا حتیٰ کہ رسول اکرم ﷺ کی ذات مبارک سے بھی ان کے نزدیک توسل جائز نہیں۔